JQSS: *(Journal Of Quranic and Social Studies)*

ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632

Volume: 6, Issue: 1, Jan-April 2026. P: 27-41

Open Access: https://www.jqss.org/index.php/JQSS/article/view/230

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.21436422

Copyright: © The Aothors *Licensing:* this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

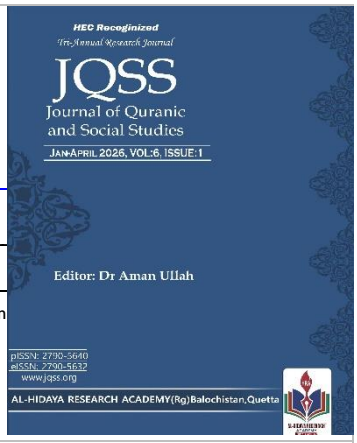

فقہ حنفی اور حدیث کے تناظر میں اعتبار اختلاف المطالع کا تحقیقی جائزہ

A Research Study of the Validity of Ikhtilāf al-Maṭāliʿ (Difference in Moon Sighting Horizons) in the Light of Hanafi Jurisprudence and Hadith

1. **Ahmed Zia** ahmedziaubaid@gmail.com	MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta
2. **Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad** dr.sahibzada@um.uob.edu.pk	Chairman, Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta

How to Cite: Ahmed Zia and Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad (2026) The Islamic Legal Status of Taking into Account Differences in Moon-Sighting Horizons, *(JQSS) Journal of Quranic and Social Studies*,6(1), 27-41.

Abstract and Indexing

Publisher

HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg) Balochistan Quetta

فقہ حنفی اور حدیث کے تناظر میں اعتبار اختلاف المطالع کا تحقیقی جائزہ

A Research Study of the Validity of Ikhtilāf al-Maṭāliʿ (Difference in Moon Sighting Horizons) in the Light of Hanafi Jurisprudence and Hadith.

Ahmed Zia
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Balochistan Quetta

Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad
Chairman, Department of Islamic Studies,
University of Balochistan Quetta

Journal of Quranic and Social Studies
27-41
© The Author (s) 2026
Volume:6, Issue:1, 2026
DOI:10.5281/zenodo.21436422
www.jqss.org
ISSN: E/ **2790-5640**
ISSN: P/ **2790-5632**

Abstract

The Islamic legal status of considering differences in moon-sighting horizons (Ikhtilāf al-Maṭāliʿ) is a significant issue in Islamic jurisprudence due to its direct impact on determining the beginning and end of lunar months, particularly Ramadan and Shawwal. In Islamic legal terminology, maṭāliʿ refers to the geographical horizons from which the moon and the sun rise. These horizons vary according to geographical location, climate, longitude, and time differences, resulting in the possibility that the crescent moon may be visible in one region while remaining unseen in another. The Prophet Muhammad ﷺ instructed Muslims to begin fasting upon sighting the crescent and to conclude fasting upon sighting it again for Eid. This raises an important juristic question: Should the natural and geographical differences in moon-sighting horizons be taken into consideration when determining the commencement of Islamic months? In other words, is each region required to rely on its own local moon sighting, or is the sighting in one part of the Muslim world sufficient for all Muslims regardless of geographical differences? Classical Muslim jurists have expressed differing opinions on this issue, giving rise to three major juristic approaches. This study introduces the concept and legal nature of Ikhtilāf al-Maṭāliʿ, outlines the principal scholarly viewpoints, and provides a framework for examining their evidences and legal reasoning in the subsequent discussion. The objective is to present a balanced understanding of the juristic debate and its relevance to the contemporary determination of the Islamic lunar calendar.

Keywords: Ikhtilāf al-Maṭāliʿ (Differences in Moon-Sighting Horizons) Moon Sighting (Ruʾyat al-Hilāl) Islamic Jurisprudence (Fiqh) Sharīʿah Islamic Lunar Calendar Ramadan Shawwal Crescent Moon.

Corresponding Author Email: ahmedziaubaid@gmail.com / dr.sahibzada@um.uob.edu.pk

مطالع کا مفہوم اور نوعیتِ مسئلہ

فقہی اصطلاح میں 'مطالع' سے مراد چاند اور سورج کے طلوع ہونے کے وہ مقامات ہیں جو موسم، جغرافیائی حدود اور اوقات کے تفاوت سے بدلتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات مختلف خطوں کے مابین یہ جغرافیائی بُعد (فاصلہ) اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ وقت اور دن کا واضح فرق پیدا ہو جاتا ہے؛ یعنی ایک مقام پر چاند افق پر نمودار ہو کر نئے مہینے کے آغاز کا باعث بن جاتا ہے، جبکہ دوسرے مقام پر وہ ہنوز نظروں سے اوجھل ہوتا ہے اور وہاں نیا مہینہ شروع نہیں ہوتا۔

رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے کہ ہلال (چاند) دیکھ کر روزہ رکھو اور ہلال دیکھ کر ہی افطار (عید) کرو۔ اس شرعی امر کے پیشِ نظر یہ اصولی سوال قائم ہوتا ہے کہ کیا مطالع کا یہ طبیعی اور جغرافیائی اختلاف رویتِ ہلال اور عید و رمضان کے تعین پر اثر انداز ہو گا یا نہیں؟ دوسرے لفظوں میں، کیا ہر ملک، شہر اور جغرافیائی خطے کے لیے اس کا اپنا مقامی مطلع معتبر ہو گا، یا اختلافِ مطالع کو نظر انداز کرتے ہوئے تمام بلادِ اسلامیہ کے لیے کسی بھی ایک جگہ کی رویت کو کافی تسلیم کیا جائے گا؟

اس مسئلے میں فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مابین مختلف آراء پائی جاتی ہیں، جنہیں بنیادی طور پر تین مذاہب میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ان کا اجمالی خاکہ پیش کیا جا رہا ہے، جبکہ تفصیلی دلائل آگے چل کر بیان کیے جائیں گے۔

1. اجمالی مذاہبِ فقہاء

اول (مطلقاً معتبر):

اس رائے کے مطابق اختلافِ مطالع شرعاً مطلقاً معتبر ہے اور ہر خطہ، شہر یا جغرافیائی اکائی اپنے مقامی مطلع کی پابند ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال میں سے ایک قول کے مطابق ہے۔

دوم (مطلقاً غیر معتبر):

اس نقطۂ نظر کے مطابق اختلافِ مطالع مطلقاً غیر معتبر ہے؛ چنانچہ دنیا میں کسی بھی ایک مقام پر چاند کا شرعی ثبوت تمام خطوں اور جغرافیوں کے لیے یکساں طور پر کافی ہے۔ یہ ائمہ ثلاثہ—امام ابو حنیفہ، امام مالک، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ—کا مسلک ہے۔

سوم (تفصیل و تفریق):

یہ موقف دوری اور قربت کے فرق پر مبنی ہے۔ اگر دو مقامات کے مابین بُعد اور فاصلہ اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں جگہوں کے مطالع میں واضح، بدیہی اور یقینی فرق موجود ہو، تو وہاں اختلافِ مطالع معتبر ہو گا (یعنی دونوں کے احکام الگ ہوں گے)۔ البتہ اگر فاصلہ کم ہو اور وہ بلادِ قریبہ ہوں تو اختلافِ مطالع غیر معتبر ہو گا۔ یہ قول شوافع رحمہم اللہ کے ظاہر المذہب ہونے کے ساتھ ساتھ بعض متاخرینِ احناف کا بھی ہے۔

اختلافِ مطالع کے باب میں فقہاء کرام رحمہم اللہ سے یہی تین مذاہب و آراء منقول ہیں۔ اس اجمالی خاکے کے بعد اب ہم ان کے تفصیلی دلائل کی طرف بڑھتے ہیں۔

ا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (قائلینِ اعتبارِ اختلافِ مطالع) کی دلیل:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول کے مطابق اختلافِ مطالع مطلقاً معتبر ہے جبکہ ان کا دوسرا قول جو ان کا ظاہر المذہب (مستند و راجح موقف) بھی ہے یہ ہے کہ قریب البلاد (قریبی شہروں) میں اختلافِ مطالع غیر معتبر ہو گا، جبکہ بعید البلاد (دور دراز کے علاقوں) میں یہ معتبر مانا جائے گا۔

شوافع کے مایہ ناز امام، امام نوویؒ "روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین" میں فرماتے ہیں:

"إِذَا رُئِيَ هِلَالُ رَمَضَانَ فِي بَلَدٍ وَلَمْ يُرَ فِي الْآخَرِ، فَإِنْ تَقَارَبَا فَحُكْمُهُمَا حُكْمُ الْبَلَدِ الْوَاحِدِ، وَإِنْ تَبَاعَدَا فَوَجْهَانِ، أَصَحُّهُمَا: لَا يَجِبُ الصَّوْمُ عَلَى أَهْلِ الْبَلَدِ الْآخَرِ"(1)

جب رمضان کا ہلال کسی ایک شہر میں دیکھا جائے اور دوسرے شہر میں نہ دیکھا جائے، (تو اگر وہ دونوں شہر قریب ہوں) تو ان دونوں کا حکم ایک ہی شہر جیسا ہو گا، اور اگر وہ ایک دوسرے سے دوری پر ہوں تو اس میں دو توجیہات (فقہی وجوہ) ہیں، جن میں سے اصح (زیادہ صحیح) توجیہ یہ ہے کہ دوسرے شہر والوں پر (جہاں ہلال نہیں دیکھا گیا) روزہ واجب نہیں ہو گا۔

حضراتِ شوافع کی اپنے اس موقف پر دلیل حدیثِ کریبؓ ہے، جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں روایت فرمایا ہے:

"أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ، قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ: رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ؟ فَقُلْتُ: رَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ، فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أَوَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ؟ فَقَالَ: لَا، هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔(2)

ہمیں کریبؓ نے خبر دی کہ ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا نے انہیں شام میں (حضرت) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کسی کام سے بھیجا۔ کریب کہتے ہیں: میں شام پہنچا اور ان کا کام پورا کیا۔ ابھی میں شام ہی میں تھا کہ رمضان کا چاند طلوع ہو گیا اور ہم نے جمعے کی رات چاند دیکھا۔ پھر میں مہینے کے آخر میں مدینہ واپس آیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے (سفر کے حالات) پوچھے، پھر چاند کا ذکر کرتے ہوئے دریافت فرمایا: تم لوگوں نے چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہم نے تو جمعے کی رات دیکھا تھا۔ انہوں نے پوچھا: کیا تم نے خود اسے جمعے کی رات دیکھا؟ میں نے عرض کیا: لوگوں نے دیکھا اور انہوں نے روزہ رکھا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لیکن ہم نے تو ہفتے کی رات چاند دیکھا ہے، اس لیے ہم مسلسل روزے رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تیس دن پورے کر لیں یا خود (دوبارہ عید کا) چاند دیکھ لیں۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رویت اور ان کے روزے کو کافی نہیں سمجھتے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی طرح حکم فرمایا ہے۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے حضراتِ شوافع فرماتے ہیں کہ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لیے حجت اور کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ ہر شہر اور مطلع کے لوگ اپنی رؤیت کریں، اور اسی کو معتبر مانیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دلیل کے کئی ایک جوابات دیے گئے ہیں، مثلاً امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

"فَلَا دَلِيلَ فِيهِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَشْهَدْ عَلَى شَهَادَةِ غَيْرِهِ، وَلَا عَلَى حُكْمِ الْحَاكِمِ، وَلَئِنْ سُلِّمَ فَلِانَّهُ لَمْ يَأْتِ بِلَفْظِ الشَّهَادَةِ، وَلَئِنْ سُلِّمَ فَهُوَ وَاحِدٌ لَا يَثْبُتُ بِشَهَادَتِهِ وُجُوبُ الْقَضَاءِ عَلَى الْقَاضِي"(3)

پس اس میں (روایت کریب میں) ان کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے؛ کیونکہ کریبؓ نے نہ تو دوسروں کی گواہی پر گواہی دی تھی اور نہ ہی حاکم (امیر معاویہؓ) کے حکم کی گواہی دی تھی۔ اور اگر بالفرض ان کی رویت کو تسلیم بھی کر لیں (کیونکہ بعض طرق میں آتا ہے کہ 'میں نے چاند دیکھا اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا') تو انہوں نے اپنے دیکھنے کی بھی شہادت (باقاعدہ لفظِ شہادت کے ساتھ) نہیں دی تھی۔ اور اگر بالفرض ان کی شہادت بھی تسلیم کر لیں، تو وہ شہادتِ واحد (ایک شخص کی گواہی) ہے، جس سے قاضی پر قضاء (حکم نافذ کرنا) واجب نہیں ہوتی۔

دراصل یہ بات وضاحت سے اس طرح سمجھی جا سکتی ہے کہ جو لوگ اختلافِ مطالع کو غیر معتبر مانتے ہیں، ان کے نزدیک تب ہی یہ غیر معتبر ہو گا جب 'خبرِ مؤثق بطریق موجب ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچے۔ اور خبرِ مؤثق کے تین ذرائع ہیں:

1. شہادت
2. شہادت علی الشہادت
3. حکمِ حاکم، یعنی قاضی یا حاکم اپنے دیکھنے یا دیکھنے والے کی شہادت بیان کرے، یا اصولی طریقے سے دیگر افراد کے شہادت دینے پر حکمِ حاکم ہو، تو تب ہی یہ خبر معتبر ہو گی اور اختلافِ مطالع غیر معتبر ہو گا۔

جبکہ اس روایت میں یہ تینوں چیزیں موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ حضرت کریبؓ نے نہ ہی اپنے دیکھنے کی گواہی دی ہے، نہ دیگر لوگوں کی گواہی پر گواہی دی ہے، اور نہ ہی حاکم کے حکم کی خبر پہنچائی ہے۔ ہاں، البتہ اس روایت کے بعض طرق میں حضرت کریب رضی اللہ عنہ نے اپنے دیکھنے کا ذکر کیا ہے، جس کو ذکر کرتے ہوئے ابن نجیمؒ فرماتے ہیں کہ بالفرض اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ کریبؓ نے اپنے دیکھنے کی گواہی دی ہے، تو وہ ایک ہی گواہی ہے اور ایک گواہی اس قابل نہیں کہ اس پر قاضی کا فیصلہ قائم ہو، اس لیے کہ جب کریبؓ مدینہ تشریف لائے تو رمضان المبارک کے اواخر تھے لہذا اگر ان کی بات تسلیم کر لی جاتی تو اس سے شوال کے مہینے اور فطر (عید) کے باب میں تسلیم کرنا ہوتا، اور یہ اصولی طور پر درست نہیں؛ کیونکہ اصول یہ ہے کہ فطر کے باب میں اور شوال کے مہینے کے اثبات میں ایک شخص کی شہادت قبول ہی نہیں ہوتی۔ اور اگر افراد ایک سے زائد بھی ہوں تو ان کے لیے لازم ہے کہ وہ لفظِ 'شہادت' کے ساتھ خبر پہنچائیں، جبکہ اس روایت میں یہ دونوں باتیں ہی موجود نہیں ہیں؛ یعنی نہ ہی تعداد زیادہ ہے اور نہ ہی گواہی بلفظِ شہادت ہے البحر الرائق میں ہے

"وَاعْلَمْ أَنَّ مَا كَانَ مِنَ الدِّيَانَاتِ فَإِنَّهُ يُكْتَفَى فِيهِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ كَهِلَالِ رَمَضَانَ، وَمَا كَانَ مِنْ حُقُوقِ الْعِبَادِ وَفِيهِ إِلْزَامٌ مَحْضٌ كَالْبُيُوعِ وَالأَمْلَاكِ فَشَرْطُهُ الْعَدَدُ وَالْعَدَالَةُ وَلَفْظُ الشَّهَادَةِ مَعَ بَاقِي شُرُوطِهَا وَمِنْهُ الْفِطْرُ"(4)

اور جان لو کہ جو چیزیں دیانات (دینی معاملات) کے باب میں سے ہوں تو ان میں ایک عادل شخص کی گواہی کافی ہوتی ہے، جیسا کہ رمضان کا ہلال۔ اور جو حقوق العباد کے قبیل میں سے ہوں اور ان میں کسی پر کوئی چیز لازم کرنا ہو، جیسے بیوع (خرید و فروخت) اور املاک، تو ان میں (گواہوں کی) تعداد، عدالت اور لفظِ شہادت بھی باقی شروط کے ساتھ شرط ہے، اور ان ہی میں سے فطر (عید الفطر) بھی ہے۔

یہی بات امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں "مجموع الفتاوی" میں:

"وَقَدْ أَجَابَ أَصْحَابُنَا بِأَنَّهُ لَمْ يُفْطِرْ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُ إلَّا بِقَوْلِ وَاحِدٍ فَلَا يُفْطِرُ بِهِ"(5)

ہمارے اصحاب نے جواب دیا ہے کہ انہوں نے (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) فطر (عید) نہیں کیا؛ کیونکہ یہ ان کے نزدیک ثابت نہیں ہوا مگر ایک شخص کے قول سے، (اور حال یہ ہے کہ) اس سے فطر نہیں ہوتا۔

2۔ قائلینِ عدمِ اعتبارِ اختلافِ مطالع کی دلیل

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک اختلافِ مطالع غیر معتبر ہے، لہذا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل اور اس کے جوابات ذکر کرنے کے بعد اب ہم ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے دلائل کی طرف آتے ہیں کہ وہ کس بنیاد پر اختلافِ مطالع کو غیر معتبر تسلیم کرتے ہیں۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ""(6)

(چاند) دیکھنے سے روزہ رکھو اور (چاند) دیکھنے سے افطار (عید) کرو، اور اگر تم پر یہ غائب ہو جائے تو شعبان کی تعداد تیس (دن) پوری کرو۔

یہ حدیث، جس میں رویتِ چاند پر رمضان اور افطار کو موقوف رکھا گیا ہے، تمام ائمہ کے ہاں مسلم ہے، اور تمام ائمہ کرام رحمہم اللہ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ ہر مکلف سے علیحدہ علیحدہ رویت کا تقاضا نہیں کیا گیا؛ یعنی اس پر اتفاق ہے کہ ہر شخص کا خود ہی چاند دیکھنا لازم نہیں کہ ہر شخص خود ہی چاند دیکھے۔

گاتب ہی روزہ رکھے گا یا خود ہی چاند دیکھے گا تب ہی افطار کرے گا، بلکہ کچھ لوگوں کی رویت دیگر لوگوں کے لیے بالاتفاق دلیل بن سکتی ہے۔ مثلاً وہ اندھا شخص جو عاقل، بالغ اور مسلمان ہو، اس پر روزہ فرض ہوتا ہے لیکن وہ خود ہی ہلال نہیں دیکھ سکتا، تو دوسروں کی رویت اس کے لیے حجت ہوتی ہے۔ یہی حکم قیدی اور کمزور نظر والے افراد کا ہے۔

اب جبکہ تمام ائمہ کرام رحمہم اللہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ بعض کی رویت بعض کے لیے کافی ہو سکتی ہے، تو ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ چونکہ حدیث میں تمام مسلمانوں کو عام خطاب کر کے حکم دیا گیا ہے، لہذا اس حدیث کو تمام امت کے لیے ہی عام رکھا جائے گا اور امت کے ہر شخص اور ہر خطے کی رویت کو دوسرے کے لیے حجت تسلیم کیا جائے گا۔ بشرطیکہ خبرِ مؤثق بطریقِ موجب پہنچے۔ اس حدیث کو اسی اطلاق پر باقی رکھا جائے گا اور اس میں کسی خطے یا بلد کی یا پھر مطلع کی قید نہیں لگائی جائے گی؛ کیونکہ جب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مطالع میں فرق ہونے کا پایا جانا متحقق ہے، تو پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے دانا، عاقل، عالم اور مدبر شخص کا یہ حکم بلا کسی قید و بند کے اور مطلق طور پر تمام مسلمانوں کو دیا جانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اختلافِ مطالع معتبر نہیں اور ہر ایک خطے کی رویت دوسرے کے لیے حجت بن سکتی ہے۔ لہذا یہی امامِ ثلاثہ کا مختار مذہب ہے اور یہی احناف کا ظاہر المذہب اور مفتیٰ بہ قول ہے۔

مذہبِ مالکی کی مشہور کتاب "حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر" میں مذکور ہے:

"وَعَمَّ الصَّوْمُ سَائِرَ الْبِلَادِ قَرِيبًا أَوْ بَعِيدًا وَلَا يُرَاعَى فِي ذَلِكَ مَسَافَةُ قَصْرٍ وَلَا اتِّفَاقُ الْمَطَالِعِ وَلَا عَدَمُهَا فَيَجِبُ الصَّوْمُ عَلَى كُلِّ مَنْقُولٍ إلَيْهِ إنْ نُقِلَ ثُبُوتُهُ بِهِمَا أَيْ بِالْعَدْلَيْنِ أَوْ بِالْمُسْتَفِيضَةِ عَنْهُمَا"(7)

اور عام کیا ہے روزے کو تمام شہروں کے لیے خواہ دور ہوں یا نزدیک، اور اس میں رعایت نہیں ہے مسافتِ قصر کی، اور نہ ہی اتفاقِ مطالع کی اور نہ ہی عدمِ اتفاقِ مطالع کی، پس واجب ہے روزہ ہر اس شخص پر جس تک یہ خبر نقل ہو، اگر اس ثبوت کی خبر ان تک دو عادل گواہوں سے نقل ہو یا پھر ان دو گواہوں سے استفادہ کے جاری ہونے کی صورت میں نقل ہو۔

اسی طرح حنابلہ میں امام ابن قدامہ اپنے مشہورِ زمانہ کتاب "المغنی" میں یوں فرماتے ہیں:

"وَلَنَا قَوْله تَعَالَى: {فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ} (البقرة: 185)، وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَعْرَابِيِّ لَمَّا قَالَ لَهُ: أَاللَّهُ أَمَرَك أَنْ تَصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. وَقَوْلُهُ لِلْآخَرِ لَمَّا قَالَ لَهُ: مَاذَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّوْمِ؟ قَالَ: شَهْرَ رَمَضَانَ. وَأَجْمَعُوا عَلَى وُجُوبِ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ هَذَا الْيَوْمَ مِنْهُ فِي سَائِرِ الْأَحْكَامِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِشَهَادَةِ الثِّقَاتِ، فَوَجَبَ صَوْمُهُ عَلَى جَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ"(8)

ترجمہ: اور ہماری (حنابلہ کی) دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ "جو شخص اس مہینے کو پالے تو وہ روزہ رکھے"، اور رسول اللہ ﷺ کا (اعرابی سے) یہ قول ہے کہ جب ایک اعرابی نے آپ سے کہا کہ "اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ سال میں سے اس مہینے میں روزہ رکھیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں"۔ اور آپ ﷺ کا دوسرے اعرابی کو قول ہے، جب اس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ "اللہ نے ہم پر روزے رکھنا کب اور کس وقت میں فرض کیے ہیں؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "رمضان کے مہینے میں"۔ اور مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ رمضان کے روزے واجب ہیں، اور یہ ثابت ہوا کہ یہ دن (جب ایک جگہ چاند دیکھا گیا اور دوسری جگہ خبر پہنچی) رمضان کے مہینے ہی میں سے ہے تمام احکام میں، تو تمام مسلمانوں پر اس دن روزہ رکھنا واجب ہو گا؛ کیونکہ یہ ثقات کی شہادت سے ثابت ہو چکا ہے (کہ یہ دن رمضان کا دن ہے)۔

3- اختلافِ مطالع اور جمہور احناف رحمہم اللہ

اختلافِ مطالع کے اعتبار یا عدمِ اعتبار کے معاملے میں جمہور مشائخِ احناف کا قول، ظاہر المذہب اور مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ اختلافِ مطالع مطلقاً غیر معتبر ہے؛ چنانچہ اہلِ مَشرق کی رویت سے اہلِ مَغرب کو — اگر خبر بطریقِ موجب پہنچ جائے — تو اہلِ مغرب پر روزہ لازم ہو گا، اور اسی طرح اگر اہلِ مغرب رویت کریں اور خبر اہلِ مشرق تک پہنچ جائے تو اہلِ مشرق پر بھی روزہ لازم ہو گا۔ "فتح القدیر" میں اس حوالے سے فرمایا گیا ہے:

"وَإِذَا ثَبَتَ فِي مِصْرٍ لَزِمَ سَائِرَ النَّاسِ، فَيَلْزَمُ أَهْلَ الْمَشْرِقِ بِرُؤْيَةِ أَهْلِ الْمَغْرِبِ فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ"(9)

اور اگر (ہلالِ رمضان کا دیکھا جانا) ایک شہر میں ثابت ہو جائے تو وہ تمام انسانوں پر لازم ہو گا؛ چنانچہ ظاہر المذہب کے مطابق اہلِ مغرب کی رویت سے اہلِ مشرق پر بھی روزہ لازم ہو گا۔

اسی طرح "البحر الرائق" میں ارشاد ہے:

"قَوْلُهُ: (وَلَا عِبْرَةَ بِاخْتِلَافِ الْمَطَالِعِ) فَإِذَا رَآهُ أَهْلُ بَلْدَةٍ وَلَمْ يَرَهُ أَهْلُ بَلْدَةٍ أُخْرَى وَجَبَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَصُومُوا بِرُؤْيَةِ أُولَئِكَ إذَا ثَبَتَ عِنْدَهُمْ بِطَرِيقٍ مُوجِبٍ، وَيَلْزَمُ أَهْلَ الْمَشْرِقِ بِرُؤْيَةِ أَهْلِ الْمَغْرِبِ،

وَقِيلَ: يُعْتَبَرُ فَلَا يَلْزَمُهُمْ بِرُؤْيَةِ غَيْرِهِمْ إِذَا اخْتَلَفَ الْمَطَالِعُ، وَهُوَ الْأَشْبَهُ كَذَا فِي التَّبْيِينِ، وَالْأَوَّلُ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَهُوَ الْأَحْوَطُ كَذَا فِي الْفَتْحِ الْقَدِيرِ ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ"(10)

اور اس (ماتن) کا یہ قول کہ "اختلافِ مطالع کا کوئی اعتبار نہیں"؛ تو اگر (چاند) ایک شہر کے لوگوں نے دیکھا اور دوسرے شہر کے لوگوں نے نہ دیکھا ہو، تو ان پر بھی واجب ہے کہ وہ دوسرے شہر کے لوگوں کی رویت پر روزے رکھیں، بشرطیکہ ان کے ہاں بطریقِ موجب (شرعی طریقے سے چاند کی رویت) ثابت ہو جائے۔ اور لازم ہے اہل مشرق پر (روزہ رکھنا) اہل مغرب کی رویت سے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اختلافِ مطالع کا اعتبار کیا جائے گا، لہذا اگر مطالع مختلف ہوں تو ان پر دوسروں کی رویت لازم نہیں ہو گی، اور یہی قول اشبہ (قیاس کے زیادہ مشابہ) ہے جیسا کہ "تبیین الحقائق" میں ہے۔ لیکن پہلا قول ہی ظاہر الروایہ ہے اور یہی زیادہ احوط (محتاط) ہے، جیسا کہ "فتح القدیر" میں ہے کیونکہ یہی اصل مسلک ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ "الخلاصہ" میں ہے۔

"الرد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی" میں ہے:

"وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي اعْتِبَارِ اخْتِلَافِ الْمَطَالِعِ بِمَعْنَى أَنَّهُ هَلْ يَجِبُ عَلَى كُلِّ قَوْمٍ اعْتِبَارُ مَطْلَعِهِمْ وَلَا يَلْزَمُ أَحَدًا الْعَمَلُ بِمَطْلَعِ غَيْرِهِ أَوَّلَا يُعْتَبَرُ اخْتِلَافُهَا بَلْ يَجِبُ الْعَمَلُ بِالْأَسْبَقِ رُؤْيَةً حَتَّى لَوْ رُؤِيَ فِي الْمَشْرِقِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَفِي الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ السَّبْتِ وَجَبَ عَلَى أَهْلِ الْمَغْرِبِ الْعَمَلُ بِمَا رَآهُ أَهْلُ الْمَشْرِقِ؟ فَقِيلَ بِالْأَوَّلِ، وَاعْتَمَدَهُ الزَّيْلَعِيُّ وَصَاحِبُ الْفَيْضِ، وَهُوَ الصَّحِيحُ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ لِأَنَّ كُلَّ قَوْمٍ مُخَاطَبُونَ بِمَا عِنْدَهُمْ كَمَا فِي أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ، وَأَيَّدَهُ فِي الدُّرَرِ بِمَا مَرَّ مِنْ عَدَمِ وُجُوبِ الْعِشَاءِ وَالْوِتْرِ عَلَى مَنْ قَدَّرَ وَقْتَهُمَا، وَظَاهِرُ الرِّوَايَةِ الثَّانِي وَهُوَ الْمُعْتَمَدُ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ لِتَعَلُّقِ الْخِطَابِ عِامًّا لِمُطْلَقِ الرِّوَايَةِ فِي حَدِيثِ «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ» بِخِلَافِ أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ"(11)

اور جو اختلاف ہے (علماء کرام کا) اختلافِ مطالع کے اعتبار کے بارے میں، وہ اس لحاظ سے ہے کہ کیا ہر قوم پر انہی کا مطلع لازم اور واجب ہے اور کسی بھی ایک فرد پر عمل کرنا لازم نہیں اس کے اپنے مطلع کے علاوہ دوسرے مطلع پر یا یہ کہ اختلافِ مطالع غیر معتبر ہے اور پہلے جس نے بھی دیکھا اس کی رویت پر عمل واجب ہے، حتیٰ کہ اگر جمعہ کی رات کو چاند اہلِ مشرق دیکھ لیں اور ہفتے کی رات کو اہلِ مغرب، تو اہلِ مغرب پر اس رویت پر عمل کرنا واجب ہے جو اہلِ مشرق کو ہوا تھا؟ تو کہا گیا ہے کہ اول (قول صحیح ہے) اور اسی پر اعتماد کیا ہے علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبِ فیض (علامہ شاہ انور شاہ کشمیریؒ) نے اور یہی بات صحیح ہے شوافع کے نزدیک، کیونکہ ہر قوم ان کے اپنے موجود سے مخاطب ہوتی ہے جیسا کہ اوقاتِ نماز میں ہے، اور اسی کی تائید کی ہے "الدرر" نے جیسا کہ گزر چکا ہے کہ عشاء کی نماز اور وتر واجب نہیں اس شخص پر جو اس کا وقت نہ پا سکے، جبکہ ظاہر الروایہ قولِ ثانی ہے اور یہی معتمد ہے ہمارے (احناف کے) نزدیک، مالکیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے نزدیک؛ کیونکہ خطاب کا تعلق عام اور مطلق رویتِ چاند سے ہے حدیث میں، برعکس اوقاتِ نماز کے۔

مندرجہ بالا اقتباسات اور ان کے حوالہ جات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ احناف کا معتمد اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ اختلافِ مطالع مطلقاً غیر معتبر ہے اور یہی قول مالکیہ اور حنابلہ کا بھی ہے۔ البتہ متاخرین احناف میں سے کچھ علماء کرام کا قول یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اختلافِ مطالع نہ ہی مطلقاً معتبر ہے اور نہ ہی مطلقاً غیر معتبر، بلکہ اس میں تفصیل ہے کہ بلادِ بعیدہ (دور دراز کے شہروں) میں معتبر ہوتا ہے اور بلادِ قریبہ (قریبی شہروں) میں غیر معتبر ہوتا ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے

4 اختلافِ مطالع میں بعض متاخرینِ احناف کا قول

بعض متاخرینِ احناف رحمہم اللہ کا قول اختلافِ مطالع کے باب میں ظاہر الروایہ اور مفتیٰ بہ قول سے ہٹ کر اور شوافع کے قول کے موافق ہے؛ بایں طور کہ وہ فرماتے ہیں کہ اختلافِ مطالع میں اعتبار یا عدمِ اعتبار کا حکم مقید ہے مطلق نہیں ہے، اور اس کی قید یہ ہے کہ اگر مطالع قریب البلاد میں ہوں تو غیر معتبر ہو گا، البتہ اگر دو جگہیں آپس میں کافی دور اور بعید ہوں تو ان میں اختلافِ مطالع معتبر ہو گا اور ان میں سے ہر بلد کا اپنا مطلع اور اپنی رویت معتبر اور لازم مانی جائے گی۔ یہ قول احناف میں سے امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ، امام انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبد الحئ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے۔ ان کے علاوہ علامہ شبیر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع، علامہ محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ کا بھی ہے، اور مالکیہ میں امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے بھی یہی قول مختار کیا ہے۔

گو کہ بلادِ بعیدہ اور بلادِ قریبہ کے احکام میں فرق کی حد تک یہ تمام حضرات ایک ساتھ اور متفق ہیں، البتہ بلادِ بعیدہ اور قریبہ کے تعین اور تعریف میں ان کی آراء مختلف پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے کچھ اور اکثر شوافع کے نزدیک بلادِ بعیدہ کے تعریف میں وہ بلاد صادق آتے ہیں جن میں بُعد اور دوری مسافتِ شرعی کی صورت میں پائی جائے، یعنی کہ ان میں اتنا فاصلہ ہو جتنا قصر کے لیے ضروری ہوتا ہے، تب ہی وہ بلادِ بعید شمار کیے جائیں گے۔ اسی طرح کچھ علماء کے نزدیک اختلافِ مطالع کے لیے ضروری ہے کہ فرق و بُعدِ اقالیم کا ہو، یعنی کہ خطۂ زمین اس قدر دور اور الگ تھلگ ہو کہ اس کی وجہ سے مطالع میں واضح فرق موجود ہو جائے۔

واضح ہو کہ اقلیم کسی بڑے اور عظیم جغرافیائی مستقل خطے یا علاقے کو کہتے ہیں۔ قدیم جغرافیہ دان دنیا کو مختلف "اقالیم" میں تقسیم کرتے تھے، یہ محض سیاسی سرحدیں نہیں ہوتی تھیں بلکہ وسیع و عریض جغرافیائی حدود ہوتے تھے۔ لہذا اس کی حد بندی ٹھیک اور درست انداز میں ممکن ہی نہیں۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "مجموع الفتاوی" میں فرماتے ہیں:

> **"وَالَّذِينَ قَالُوا: الا تَكُونُ رُؤْيَةٌ لِجَمِيعِها كَاكْثَرِ أَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ مِنْهُمْ مَنْ حَدَّدَ ذَلِكَ بِمَسَافَةِ الْقَصْرِ، وَمِنْهُمْ مَنْ حَدَّدَ ذَلِكَ بِمَا تَخْتَلِفُ فِيهِ الْمَطَالِعُ كَالْحِجَازِ مَعَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ مَعَ خُرَاسَانَ، وَكِلَاهُمَا ضَعِيفٌ؛ فَإِنَّ مَسَافَةَ الْقَصْرِ لَا تَعَلُّقَ لَهَا بِالْهِلَالِ، وَأَمَّا الْأَقَالِيمُ فَمَا حَدُّ ذَلِكَ؟"(12)**
>
> اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ایک مقام کے لوگوں کی رویت سب کے لیے نہیں ہے جیسا کہ اکثر اصحابِ شافعی کہتے ہیں، جن میں سے وہ بھی ہیں جو اس کی حد بندی مسافتِ قصر سے کرتے ہیں اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو اس کی حد بندی اختلافِ مطالع سے کرتے ہیں، جیسے حجاز کی شام کے ساتھ اور عراق کی خراسان کے ساتھ، اور یہ دونوں قول ہی ضعیف ہیں؛ کیونکہ بلاشبہ مسافتِ قصر کا ہلال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور جہاں تک اقالیم کی بات ہے تو اس کی حد بندی کس نے کی ہے؟

یعنی کہ اقالیم کا جو تعین ہے وہ کسی نص یا کسی بھی دوسرے شرعی مأخذ سے ہرگز مأخوذ نہیں ہو سکتا، پھر یہ کہنا کہ حجاز الگ اقلیم ہے اور شام الگ اقلیم میں ہے یا عراق و خراسان دو الگ اقلیموں کا حصہ ہیں، اور پھر اس بات کو دلیل بنا کر ایک شرعی اور فقہی حکم اخذ کرنا کہاں سے اور کیسے ثابت کیا جا سکتا ہے؟ اور اس پر کیوں کر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

اس لیے حافظ ابن تیمیہؒ نے مسافتِ قصر کی مطلقاً نفی فرمائی ہے کہ اس کو تو مطلع سے کچھ لینا دینا ہی نہیں۔ البتہ اقالیم کے فرق کی حد بندی کو بطورِ سوالیہ نشان چھوڑا ہے، یعنی کہ ان کے نزدیک یہ امر مشکل ہے کہ بلادِ بعیدہ یا اقالیمِ مختلفہ کی حد بندی اور ایک جامع تعریف کی جاسکے، اور اس ضمن میں ایک اصولی اور قطعی رائے دی جاسکے کہ کن احوال اور کن شرائط کی بنیاد پر دو جگہوں پر مختلف اقالیم یا بلادِ بعیدہ کی تعریف متحقق ہو گی۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس سوال کے جواب میں علماءِ کرام اپنے دلائل پیش کرتے آرہے ہیں، جیسا کہ علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اقالیم کی تبدیلی اور بلادِ بعیدہ کی تعریف میں فرمایا ہے کہ تقریباً "480" میل کی مسافتِ بلادِ بعیدہ اور اقلیم کی تبدیلی کیلئے معیار ہے۔ جیسا کہ "احسن الفتاویٰ" میں اس کی تصریح موجود ہے، اور ساتھ میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ یہ قول علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم اور مرجوح قول ہے، ان کے جدید اور راجح قول کے مطابق اختلافِ مطالع غیر معتبر ہے، اور انہوں نے جمہور کے قول اور ظاہر المذہب کی طرف رجوع کر لیا تھا۔**(13)**

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسی سوال کے جواب میں دوسرا قول علامہ شاہ انور شاہ کاشمیریؒ، علامہ محمد یوسف بنوریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ مفتی محمد شفیعؒ اور تقریباً امام زیلعی رحمہم اللہ کا ہے۔

"معارف السنن" میں علامہ انور شاہ کاشمیریؒ اور مفتی محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی متفقہ رائے یوں مذکور ہے:

"وَلَا بُدَّ مِنْ تَسْلِيمِ قَوْلِ الزَّيْلَعِيِّ شَارِحِ الْكَنْزِ وَإِلَّا لَلَزِمَ وُقُوعُ الْعِيدِ يَوْمَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ أَوْ الثَّامِنِ وَالْعِشْرِينَ أَوْ الْحَادِي وَالثَّلَاثِينَ أَوْ الثَّانِي وَالثَّلَاثِينَ إِذَا كَانَ بَيْنَ الْبَلَدَيْنِ مَسَافَةٌ بَعِيدَةٌ كَالْهِنْدِ وَالْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، فَرُبَّمَا يَتَقَدَّمُ طُلُوعُ الْهِلَالِ فِي بِلَادِ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ يَوْمَيْنِ فَإِذَا رُئِيَ الْهِلَالُ فِي بِلَادِ الْهِنْدِ بَعْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ هُنَاكَ بِلَيْلَتَيْنِ ثُمَّ بَلَغَتْنَا رُؤْيَتُهُمْ فَإِنْ لَزِمَتْنَا رُؤْيَتُهُمْ لَزِمَ تَقْدِيمُ الْعِيدِ وَإِنْ رَأَى رَجُلٌ الْهِلَالَ فِي الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ ثُمَّ جَاءَنَا قَبْلَ الْعِيدِ فَهَلْ يَعْمَلُ بِرُؤْيَتِهِ أَوْ بِرُؤْيَةِ أَهْلِ بَلَدِنَا لَمْ أَجِدْ هَذِهِ الصُّورَةَ فِي كُتُبِنَا(14)

اور شارحِ کنز علامہ زیلعیؒ کے قول کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے، اگر نہ کریں تو لازم آئیگا عید کے دن کا واقع ہونا ستائیسویں روز، یا اٹھائیسویں روز کو، یا اکتیسویں روز کو، یا بتیسویں روز کو۔ اگر دو بلاد میں مسافتِ بعیدہ (دوری) اتنی ہو جتنی ہند اور قسطنطنیہ میں ہے، تو ایسا ہو سکتا ہے کہ ہلال طلوع ہو قسطنطنیہ میں دو دن پہلے، اور اگر ہند میں دو راتیں بعد ان کے دیکھنے کے ہلال کو دیکھا جائے، پھر ہم تک ان کی (قسطنطنیہ کی) رویت کی خبر موصول ہو جائے، تو اگر ہم ان کی رویت کو اعتبار دینگے تو عید دو دن قبل ہو گی، اور اگر ایک شخص ہلال کو قسطنطنیہ میں دیکھے (دو دن پہلے) اور پھر عید سے پہلے ہم تک آجائے (ہند آجائے) تو کیا وہ اپنے رویت کو اعتبار دیگا یا ہمارے اہل بلد کے رویت کو، ہم اس صورت کو اپنے کتب میں نہیں پاتے۔

یعنی کہ ان کی رائے میں اختلافِ مطالع کے اعتبار اور بلادِ بعیدہ کی تعریف تب صادق ہو گی جبکہ دو ایسے مقامات ہوں جہاں یہ ایک مقام کی رویت کو اگر اعتبار دے دیا جائے تو دوسرے مقام میں شرعی مہینے کی معیاد کم یا زیادہ ہوتی ہو اور وہ عدد جو شریعت نے مہینے کیلئے مقرر فرمایا ہے باطل ہوتی ہو شرعی مہینے کی مقدار انتیس "29" یا پھر تیس "30" دن ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ"(15)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دنوں کا ہوتا ہے تو روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر یہ تم پر چھپ جائے تو پھر تیس کی تعداد پوری کر لو۔

اسی طرح ایک اور صحیح روایت بھی کتبِ حدیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین بار اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو دکھا کر مہینے کی تعداد تیس بتائی پھر دوبارہ تین بار اپنے ہاتھوں کی انگلیاں دکھائیں لیکن تیسرے بار میں اپنے ہاتھوں کی ایک انگلی کو موڑ دیا اور تعداد انتیس بتائی۔

توجب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان موجود ہے کہ مہینہ یا تو انتیس دنوں کا ہوتا ہے یا پھر تیس دنوں کا، تو اگر دو جگہیں اتنی دور ہوں اس میں کہ ایک جگہ کی رویت کو اگر معتبر مان لیا جائے تو دوسری جگہ مہینے کے ایام "29" سے کم یا "30" سے زائد ہو رہے ہوں تو یہ ایک عارضہ شرعی ہے اور اس عارضے کی بنیاد پر اختلافِ مطالع معتبر ہو گا اور اس صورت میں یہ دونوں بلاد اپنی اپنی رویت پر اعتماد کریں گے، ایک دوسرے کی رویت ان کے لیے اعتماد کے قابل نہ ہو گی۔ مثال کے طور پر اگر ہمارے ہاں شعبان کے مہینے کی ستائیس یا اٹھائیس تاریخ ہو اور ہمیں خبر موصول ہو کہ سعودی عرب میں رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا ہے تو ان کی یہ رویت ہمارے لیے معتبر نہ ہو گی؛ کیونکہ ہمارے ہاں شعبان کا مہینہ مکمل ہی نہیں ہوا ہے اور وہ مقدارِ شرعی جو ہر مہینے کیلئے شریعت نے قائم کی ہے وہ پوری ہی نہیں ہو رہی، لہذا ان کے لیے ان کی رویت اور ہمارے لیے ہماری رویت معتبر ہو گی۔ یہی دلیل "فتح الملہم" میں علامہ شبیر احمد عثمانی یوں فرماتے ہیں:

"يَنْبَغِي أَنْ يُعْتَبَرَ اخْتِلَافُهَا إِنْ لَزِمَ مِنْهُ التَّفَاوُتُ بَيْنَ الْبَلَدَيْنِ بِأَكْثَرَ مِنْ يَوْمٍ وَاحِدٍ لِأَنَّ النُّصُوصَ صَرِيحَةٌ بِكَوْنِ الشَّهْرِ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ أَوْ ثَلَاثِينَ فَلَا تُقْبَلُ الشَّهَادَةُ وَلَا يُعْمَلُ بِهَا فِيمَا دُونَ أَقَلِّ الْعَدَدِ وَلَا فِي أَزْيَدَ مِنْ أَكْثَرِهِ"(16)

چاہئے کہ اختلافِ مطالع کا اعتبار کیا جائے اگر لازم آتا ہو اس سے دو بلاد کے مابین وہ فرق جو ایک دن سے زائد ہو؛ کیونکہ نصوص میں صراحتًا مذکور ہے کہ مہینہ انتیس یا تیس دنوں کا ہوتا ہے، تو شہادت کو شہادۃ

قبول نہ کی جائے گی اور نہ ہی عمل کیا جائے گا اگر اس شہادت پر جو عدد (منصوص) سے کم میں ہو یا پھر عدد (منصوص) سے زائد میں ہوتا ہو۔

یعنی کہ اگر دو دن کا فرق ہے اور ایک جگہ پر مہینہ تیس دن جبکہ دوسری جگہ انتیس دن پورے کر رہا ہے جو کہ شرعی مقدار ہے مہینے کیلئے تو ٹھیک ہے اور اگر شرعی مہینے کی مقدار کو کم یا زیادہ کرنا لازم آتا ہو تو پھر درست نہیں ہے۔ علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ "تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق" میں یوں فرماتے ہیں:

"وَلَا عِبْرَةَ بِاخْتِلَافِ الْمَطَالِعِ، وَقِيلَ: يُعْتَبَرُ. وَمَعْنَاهُ: أَنَّهُ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ أَهْلُ بَلْدَةٍ وَلَمْ يَرَهُ أَهْلُ بَلْدَةٍ أُخْرَى، يَجِبُ أَنْ يَصُومُوا بِرُؤْيَةِ أُولَئِكَ كَيْفَمَا كَانَ عَلَى قَوْلِ مَنْ لَا عِبْرَةَ بِاخْتِلَافِ الْمَطَالِعِ، وَعَلَى قَوْلِ مَنْ اعْتَبَرَهُ يَنْظُرُ؛ فَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا قُرْبٌ بِحَيْثُ لَا تَخْتَلِفُ الْمَطَالِعُ يَجِبُ، وَإِنْ كَانَ بِحَيْثُ تَخْتَلِفُ لَا يَجِبُ"(17)

اور اعتبار نہیں ہے اختلافِ مطالع کا، اور کہا گیا ہے کہ معتبر ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دیکھا چاند کو اہلِ بلد نے اور دوسرے اہلِ بلد نے نہ دیکھا ہو تو واجب ہے روزہ رکھنا اس رویت پر، اس قول کے مطابق جس میں اختلافِ مطالع کا کوئی اعتبار نہیں دیا جاتا۔ اور اس قول میں جس میں اختلافِ مطالع کو اعتبار دیا جاتا ہے، دیکھا جائے گا کہ اگر ان دونوں بلاد میں نزدیکی موجود ہو اس قدر کہ مطلع کا فرق نہ آتا ہو تو عمل کرنا واجب ہے (اس رویت پر)، اور اگر (اس قدر دوری ہو کہ مطالع) مختلف ہوں تو پھر واجب نہیں۔

متاخرینِ احناف میں سے ان علماء کرام کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اختلافِ مطالع تب ہی معتبر ہوتا ہے جب اس قدر دوری اور بُعد و مسافت موجود ہو کہ شرعی مہینے کی مقدار متاثر ہو جائے، اور جن بلاد میں اتنی دوری نہیں ہے وہاں پہ ان حضرات کے نزدیک بھی اختلافِ مطالع غیر معتبر ہو گا اور ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لیے معتبر، حجت اور موجبِ صوم ثابت ہو گی۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسے دو بلاد موجود ہیں جن میں دوری اتنی زیادہ ہو کہ دو دن یا اس سے زائد کا فرق پیدا ہوتا ہو یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو وہ کون سے بلاد ہیں؟

قولِ فیصل

ان تمام روایات و آراء پر اگر دقیق اور تحقیقانہ نظر کی جائے اور پھر "احسن الفتاویٰ" میں علامہ مفتی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو دیکھا جائے تو واضح ہو گا کہ یہ تمام اختلاف محض لفظی اختلاف ہے، اصل میں نہ ہی اختلافِ موجود ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے؛ بایں صورت کہ مفتی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فنی لحاظ سے پوری دنیا میں دو ایسے مقامات نہیں ہے جو مندرجہ بالا اور مذکورہ تعریف پہ صادق آتے ہوں جو ان حضرات نے کی ہے۔

یعنی کہ فنی لحاظ سے ایسا ممکن نہیں ہے کہ دو خطوں میں چاند دیکھنے میں اتنی مدت کا فرق ہو کہ ایک کی رویت کو اگر اعتبار دیا جائے تو دوسرے بلد یا مقام میں شرعی مہینہ 29 سے کم یا 30 سے زائد کا ہوتا ہو، لہذا آگے وہ لکھتے ہیں:

> "اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں، بعض حضرات کا خیال ہے کہ ایسے بلادِ بعیدہ میں اختلافِ مطالع معتبر ہونا چاہئے جن کی رویت میں ایک دن سے زیادہ فرق ہو اس لیے کہ اس صورت میں مہینے کے ایام 29 سے کم یا 30 سے زائد ہو جائیں گے اور یہ نصوصِ صریحہ کے خلاف ہے یہ خیال اس لیے صحیح نہیں ہے کہ فنی تحقیق کے مطابق پوری دنیا میں ایک دن سے زیادہ فرق ہو ہی نہیں سکتا اگر کہیں ایسا ہو تو اس کا سبب اختلافِ مطالع نہیں بلکہ یہ عوارضِ فضائیہ یا خیالاتِ بشریہ پر مبنی ہے" **(19)**

اس تحقیق سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ اختلاف محض لفظی ہے، اصل میں کوئی اختلاف وجود ہی نہیں پا سکتا؛ کیونکہ علتِ اختلاف ہی وجود نہیں رکھتی۔

گو کہ علمِ افلاک میں مفتی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک مسلمہ شخصیت ہے اور ان کی اس فنی تحقیق پر مکمل اور پورا اعتماد کیا جا سکتا ہے، تاہم جدید سائنسی تحقیقات کی طرف جب رجوع کیا گیا تو بھی یہی نتیجہ سامنے آیا کہ دنیا میں کوئی ایسے دو بلاد نہیں ہیں جن کے مطالع میں ایک دن سے زائد کا فرق پڑتا ہو اسی ضمن میں ایک نامور مسلمان فلکیات دان انجینئر محمد شوکت عودہ جو کہ بین الاقوامی فلکیاتی مرکز (ابو ظہبی) کے ڈائریکٹر ہیں اور موجودہ مسلم دنیا میں رویتِ ہلال کے حوالے سے ایک معتبر اور معتمد نام ہیں، وہ اپنے مقالے جس کا عنوان ہے:

"New Criterion for Lunar Crescent Visibility"

جو کہ "Experimental Astronomy" نامی جریدے میں 2006ء میں جلد: 21 میں صفحہ نمبر 56–39 پر شائع ہوا تھا، یہ ثابت کرتے ہیں کہ دنیا میں دو مقامات پر چاند دیکھنے کی زیادہ سے زیادہ معیاد اور وقت 24 سے 26 گھنٹے ہی ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں امریکی خلائی ادارے (NASA) اور امریکی بحری نگران ادارے (ICO) جو کہ اسلامی ادارہ برائے رویتِ ہلال کا مخفف ہے، اور شمالی امریکہ کے فقہ کونسل نے بھی اس بات کی تائید کی ہے کہ دنیا کے دو بعید ترین ممالک و مقامات میں بھی چاند کی رویت کی حد بندی 24 گھنٹے سے لے کر 26 گھنٹے تک ہی ہو سکتی ہے، اور امریکہ و پاکستان جو کہ دو بہت ہی دور اور بعید اقالیم و ممالک ہیں، ان میں رویتِ ہلال کے لحاظ سے فرق 9 سے 13 گھنٹے تک ہی ہو سکتا ہے۔

جدید سائنسی دنیا میں رویتِ ہلال کے عالمی نقشے بنانے کے لیے جس معیار کو سب سے زیادہ مستند تسلیم کیا جاتا ہے، وہ "یالوپ کرائیٹیرین" (Yallop Criterion) ہے۔ جو کہ دراصل ایک ریاضیاتی فارمولا ہے جس سے غروبِ آفتاب (سورج کے ڈوبنے) کے بعد دنیا کے کس جغرافیے میں پہلی بار چاند آنکھ سے یا دوربین سے نظر آنے کے امکان کو واضح کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ فارمولا برطانوی نژاد نامور ماہر فلکیات ڈاکٹر برنارڈ ڈی یالوپ (Dr. Bernard D. Yallop) نے 1997ء میں بنایا تھا۔

ماضی میں چاند دیکھنے کے لیے صرف چاند کی عمر اور غروبِ شمس اور غروبِ قمر کے درمیانی وقفے کو ہی دیکھا جاتا تھا، جو کہ ایک ادھورا طریقہ تھا۔ سائنسی طور پر یالوپ نے چاند کی رویت کے معیار کو زیادہ درست بنانے کے لیے چاند کی افق سے بلندی اور چاند کی چوڑائی یا روشنی کو اس پیمائش میں شامل کیا۔ ان دونوں پیمائشوں کو ملا کر ڈاکٹر یالوپ نے ایک ریاضیاتی فارمولا مرتب کیا اور پھر اس فارمولے کی تحت یہ بتایا کہ دنیا کے نقشے پر چاند دیکھنے کے 6 مقامات ہو سکتے ہیں، جن کو یالوپ نے مختلف زونز (Zones) میں تقسیم کر دیا جو کہ حسبِ ترتیب یوں ہیں:

Zone A:-اس زون میں چاند افق پر کافی بلند اور چوڑا ہوتا ہے، ہر کوئی اسے آسانی سے اور سادہ آنکھ سے ہی دیکھ سکتا ہے۔

Zone B:- مطلع صاف ہو تو عام آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے۔

Zone C:- مطلع صاف ہو تو عام آنکھ سے ورنہ دوربین سے نظر آسکتا ہے۔

Zone D:-عام آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں، اچھی دوربین اور ٹیلی اسکوپ چاہیے۔

Zone E:-عام دوربین سے بھی ممکن نہیں۔

Zone F:-چاند یا تو افق سے نیچے ہوتا ہے یا سورج کی شعاعوں میں۔

ڈاکٹر یالوپ کے اس فارمولے میں سب سے پہلے چاند Zone F میں بنتا ہے جو کہ زمین کی گردش اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ E،D،C،B اور پھر A بن جاتا ہے، اور اس میں 24 گھنٹے کا وقت ہی لگتا ہے؛ یعنی چاند کے افق سے نیچے ہونے سے لے کر عام آنکھ سے دیکھنے تک کا دورانیہ 24 سے لے کر 26 گھنٹے تک ہی ہوتا ہے اور سائنسی طور پر ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے کہ چاند کے دیکھنے میں دو دن یعنی 24 گھنٹے کا فرق یا دورانیہ پیدا ہو۔ لہذا سائنسی طور پر چاند کی رویت میں دو دن کا فرق ناممکن ہے۔

خلاصہ بحث

یہ بات یقینی اور مسلم ہے کہ دنیا میں مختلف خطوں میں چاند کے طلوع ہونے کے اوقات و جگہیں مختلف ہیں، تاہم اس کے باوجود اس اختلاف کو اعتبار نہیں دیا جا سکتا، بایں صورت کہ اس اختلاف کو بنیاد بنا کر ایک جگہ مہینہ شروع کیا جائے جبکہ دوسری جگہ خبر پہنچنے اور قابلِ قبول ذرائع سے پہنچنے کے بعد بھی پہلی جگہ کی رؤیت کو رد کیا جائے پھر خواہ وہ 'قریب البلاد' ہو یا 'بعید البلاد' دونوں کا ایک جیسا حکم اور اثر ہے کیونکہ حضراتِ فقہاء کرام رحمہم اللہ کے ہاں بعید البلاد کی جو تعریفات مروج و مقبول ہیں ان تعریفات کی بنیاد پر حقیقت میں کوئی دو خطے ہو ہی نہیں سکتے اور جب ایسا ہونا ممکن ہی نہیں تو پھر اختلاف بھی جاتا رہا۔ اور یہ بات فقہاء کرام و علماءِ عظام رحمہم اللہ کے ملفوظات سے بھی اور جدید سائنس سے بھی سندِ صحت حاصل کر چکی ہے کہ فقہاء کرام کے ان خاص تعریفات جو 'بعید البلاد' کے اصطلاح کے وضاحت کیلئے وضع کیے گئے تھے فی الحقیقت مشاہدہ میں نہیں لہذا فتویٰ اسی حکم کی طرف لوٹتا ہے جو آثار و روایت اور ظاہر المذہب ہونے کی بنیاد پر درست اور حق کے زیادہ قریب ہے یعنی کہ 'اختلافِ مطالع' مطلقاً غیر معتبر ہے اور رویتِ اہلِ مشرق خبرِ موثق بطریقِ موجب پہنچنے کے بعد اہلِ مغرب کیلئے بھی قابلِ قبول بلکہ واجب و ضروری ہے۔

حوالہ جات

1. نووی، ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف، **روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین**، (المکتب الاسلامی، بیروت، 1405ھ)، 2، 348
2. ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، **السنن الصحیح**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2019ء)، 1، 196، حدیث نمبر 693
3. ابن نجیم، زین الدین ابراہیم بن نجیم، **البحر الرائق**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2022ء)، 2، 472
4. ابن نجیم، زین الدین ابراہیم بن نجیم، **البحر الرائق**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2022ء)، 2، 467
5. ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، **مجموع الفتاویٰ**، (مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، مدینہ منورہ، س ن)، 25، 108
6. بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2020ء)، 1، 346، حدیث نمبر 1909
7. دسوقی، محمد بن احمد، **حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر**، (دار الفکر، بیروت، س ن)، 1، 510
8. **القرآن الکریم**، سورۃ البقرۃ، آیت 185
9. ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد المقدسی، **المغنی**، (مکتبۃ القاہرہ، مصر، س ن)، 3، 107
10. ابن الہمام، محمد بن عبد الواحد السیواسی، **فتح القدیر**، (دار احیاء التراث، بیروت، س ن)، 2، 243
11. ابن نجیم، زین الدین ابراہیم بن نجیم، **البحر الرائق**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2022ء)، 2، 471
12. ابن عابدین شامی، محمد امین بن عمر، **رد المحتار علی الدر المختار**، (مکتبہ حقانیہ، پشاور، س ن)، 6، 255، مقولہ نمبر 8969
13. ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، **مجموع الفتاویٰ**، (مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، مدینہ منورہ، س ن)، 25، 104
14. لدھیانوی، رشید احمد، **احسن الفتاویٰ**، (ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، 1425ھ)، 4، 502
15. بنوری، سید محمد یوسف، **معارف السنن**، (ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، 1413ھ)، 5، 337
16. بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2020ء)، 1، 345، حدیث نمبر 1907
17. عثمانی، شبیر احمد، **فتح الملہم**، (دار القلم، دمشق، 2006ء)، 5، 198
18. زیلعی، فخر الدین عثمان بن علی، **تبیین الحقائق**، (المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ ببولاق، مصر، 1314ھ)، 1، 321
19. لدھیانوی، رشید احمد، **احسن الفتاویٰ**، (ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، 1425ھ)، 4، 467

References in Roman

1. *Nawawī, Abū Zakariyyā Muḥyī al-Dīn Yaḥyā bin Sharaf, Rawḍat al-Ṭālibīn wa ʿUmdat al-Muftīn, (al-Maktab al-Islāmī, Beirut, 1405 AH), 2, 348.*
2. *Tirmidhī, Muḥammad bin ʿĪsā bin Sūrah, al-Sunan al-Ṣaḥīḥ, (Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 2019), 1, 196, Ḥadīth No. 693.*
3. *Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn Ibrāhīm bin Nujaym, al-Baḥr al-Rā'iq, (Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 2022), 2, 472.*
4. *Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn Ibrāhīm bin Nujaym, al-Baḥr al-Rā'iq, (Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 2022), 2, 467.*
5. *Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Aḥmad bin ʿAbd al-Ḥalīm, Majmūʿ al-Fatāwā, (Majmaʿ al-Malik Fahd li-Ṭibāʿat al-Muṣḥaf al-Sharīf, Madinah Munawwarah, n.d.), 25, 108.*

6. *Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, (Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 2020), 1, 346, Ḥadīth No. 1909.*
7. *Dasūqī, Muḥammad bin Aḥmad, Ḥāshiyat al-Dasūqī ʿalā al-Sharḥ al-Kabīr, (Dār al-Fikr, Beirut, n.d.), 1, 510.*
8. *Al-Qurʾān al-Karīm, Sūrat al-Baqarah, Āyah 185.*
9. *Ibn Qudāmah, ʿAbdullāh bin Aḥmad al-Maqdisī, al-Mughnī, (Maktabat al-Qāhirah, Egypt, n.d.), 3, 107.*
10. *Ibn al-Humām, Muḥammad bin ʿAbd al-Wāḥid al-Siwāsī, Fatḥ al-Qadīr, (Dār Iḥyāʾ al-Turāth, Beirut, n.d.), 2, 243.*
11. *Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn Ibrāhīm bin Nujaym, al-Baḥr al-Rāʾiq, (Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 2022), 2, 471.*
12. *Ibn ʿĀbidīn Shāmī, Muḥammad Amīn bin ʿUmar, Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār, (Maktabah Ḥaqqāniyyah, Peshawar, n.d.), 6, 255, Maqūlah No. 8969.*
13. *Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Aḥmad bin ʿAbd al-Ḥalīm, Majmūʿ al-Fatāwā, (Majmaʿ al-Malik Fahd li-Ṭibāʿat al-Muṣḥaf al-Sharīf, Madinah Munawwarah, n.d.), 25, 104.*
14. *Ludhyānawī, Rashīd Aḥmad, Aḥsan al-Fatāwā, (H.M. Saeed Company, Karachi, 1425 AH), 4, 502.*
15. *Banūrī, Sayyid Muḥammad Yūsuf, Maʿārif al-Sunan, (H.M. Saeed Company, Karachi, 1413 AH), 5, 337.*
16. *Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, (Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 2020), 1, 345, Ḥadīth No. 1907.*
17. *ʿUthmānī, Shabbīr Aḥmad, Fatḥ al-Mulhim, (Dār al-Qalam, Damascus, 2006), 5, 198.*
18. *Zaylaʿī, Fakhr al-Dīn ʿUthmān bin ʿAlī, Tabyīn al-Ḥaqāʾiq, (al-Maṭbaʿah al-Kubrā al-Amīriyyah bi-Būlāq, Egypt, 1314 AH), 1, 321.*
19. *Ludhyānawī, Rashīd Aḥmad, Aḥsan al-Fatāwā, (H.M. Saeed Company, Karachi, 1425 AH), 4, 467.*